

ثقافتی ورثوں کے تحفظ

کوامیکی معاونت

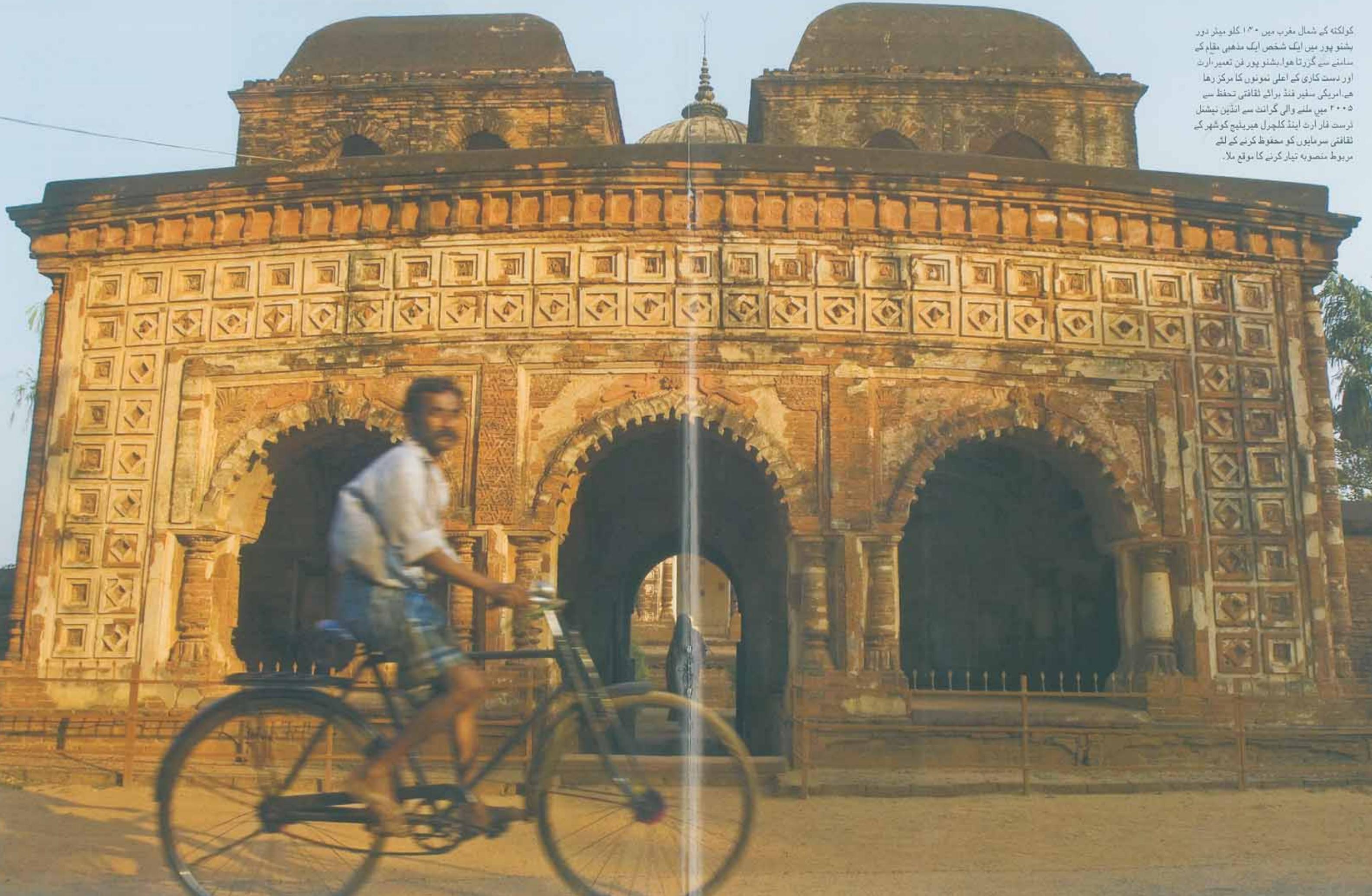
مبن و تصاویر: اینگس بیک ڈونالد

اجنبیاً تپا میں ۱۳ میٹر لمبائی کی لگائی بدد کا یہ
مجسمہ وسط ایشیا میں محفوظ بھی بده کے
مجسموں میں سے ایک ہے یہ تاجکستان کے
دو شانی میں استیت بیوزیم اف اینٹکس میں
موجود ہے۔ سال ۲۰۰۱ میں اس کی تجدید امریکی
سفیر کے فنڈ برائی ثقافتی تحفظ سے ملنے والی
گرانٹ سے کی گئی۔

بھی فلوجر تک سے اس کے کام کے بارے میں سوال کریں
تو وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مجسم کریں گے کہ وہ دنیا کا سب سے
زیادہ اچھا کام کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا کام آدم اور تحفظ کے زادے یہ نکاہ
سے بھتر نہ ہو سکن اس کے الہمنا بخش اور مولود خیز ہونے میں تو کوئی عک
و شکر نہیں ہے۔ تاہم، کچھ ایسے بھی کام ہیں جو دوسرے تمام کاموں سے
متباہ ہوتے ہیں۔ ایسے کام آپ ہن کی تھا کرتے ہیں، اپسے کام جو بھی بھی
در آرزو ہے سکتا ہے ہیں۔ زیرِ ظریف کام کچھ ایسی نوعیت کا تھا۔

تیر ۲۰۰۹ میں، ولی میں دائیں امریکی سفارت خانے نے مجھے جنوبی اور
وسطی ایشیا کے دورے کا حکم دیا تاکہ میں سفر نہیں کرے تھوڑی ثقافت کے ساتھ جاری

کوئکنہ کے شمال مغرب میں ۱۳۰ کلومیٹر دور
شتوپور میں ایک شخص ایک مذہبی مقام کے
سامنے سے گزرتا ہوا شتوپور فن تعمیر ارت
اور دست کاری کے اعلیٰ نمونوں کا مرکز رہا
ہے امریکی سفیر فنڈ برائی ثقافت تحفظ س
۲۰۰۵ میں ملے والی گرانٹ سے اندیں بیشتر
لوسٹ فار ارٹ اینڈ کلچرل ہریتیج کوشاہ کے
ثقافتی سرمایوں کو محفوظ کرنے کے لئے
مربوط منصوبہ تیار کرنے کا موقع ملا۔

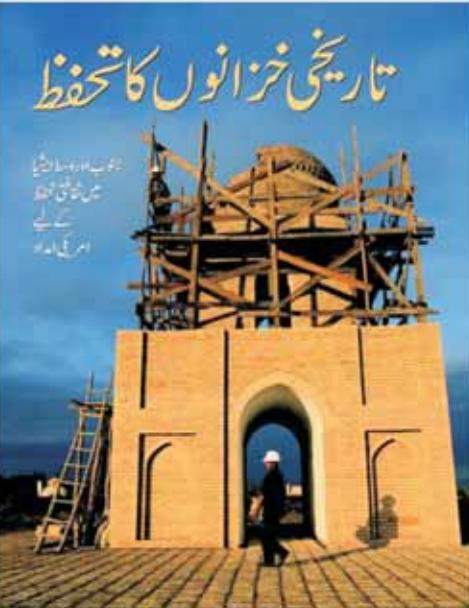


تاریخی خزانوں کا تحفظ

کے اویں صدی کی دیوار سے بنی ایک نایاب مسجد میں پہنچی۔ ۱۹۹۰ کی دبائی میں بنا ہو جانے والی اس مسجد کو ازسرنو تعمیر کرایا گیا ہے۔ بغیر و روی کے ایک فوجی نے اپنے جو تے تو داخلہ گیٹ پر اتار دئے تھے لیکن وہ اپنی بندوق مسجد میں لے آیا۔ کمی ہفتون بعد، ایک پر صحری اور ایک سمندر پار، میں نے مالدیپ کے دارالحکومت مالے میں نوجوانوں کو سرفیقیوں میں عیدگاہ میں نماز ادا کرتے دیکھا تھا۔ اس کی دیواروں کو نیس طور پر تراشے گئے مونگوں سے بنا یا گیا تھا جو صدیوں تک آلوگی کی زندگی آکر رنج چاگئے تھے۔

سن ۲۰۰۱ میں ایک ملین ڈالر سے شروع ہونے والے سفر فنڈ بڑے تحفظ شافت کی جانب سے پوری رقومات دی چاہیکی ہیں۔ یہ پروجیکٹوں کو ۵۔۶ ملین ڈالر کی رقومات دی چاہیکی ہیں۔ یہ گرانٹیں ۱۰،۰۰۰ ڈالر سے لے کر ۵۰،۰۰۰ ڈالر تک ہوتی ہیں اور دنیا کے طول و عرض میں دی جاتی ہیں۔ میرا کام، وزارت خارجہ کے جنوبی اور وسطی ایشیا سے متعلق شعبوں میں مذکورہ بالا فنڈ سے جاری پروجیکٹوں کو مستاویزی تکلیف دینا تھا۔

پروگرام کی ترجیحات میں سے ایک یہ ہے کہ پروجیکٹوں کے جائے وقوع کے ادارگرد رہنے والے معاشروں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ تجارت کی طویل تاریخ کے حامل اور خام و حاتم کوپاک و صاف کرنے کے فن اور اپنے خانہ بدوش تہمن کے لئے مشہور و معروف قرغزستان کے دارالحکومت، بخارک میں واقع قرغز اسٹیٹ میوزیم میں وحات کی پیش بہانا نوادرات کا خزینہ موجود ہے۔ یہاں کے شاہکاروں میں ایک من شہزادی کے مقبرے سے نگل ۱۵۶ اسلامی اشیاء شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ان نوادرات میں ایک سک، سیک، سیمانی اور غیر سے مزین ایک جزا اور مرمت پر لکایا جاتے والا ایک خوفناک قسم کا مکونہ بھی تھا۔ اول صدیوں سے متعلق اس خزینے کی دریافت ۱۹۵۸ میں ہوئی۔ دنیا کے کوئی گوشے میں اس کی



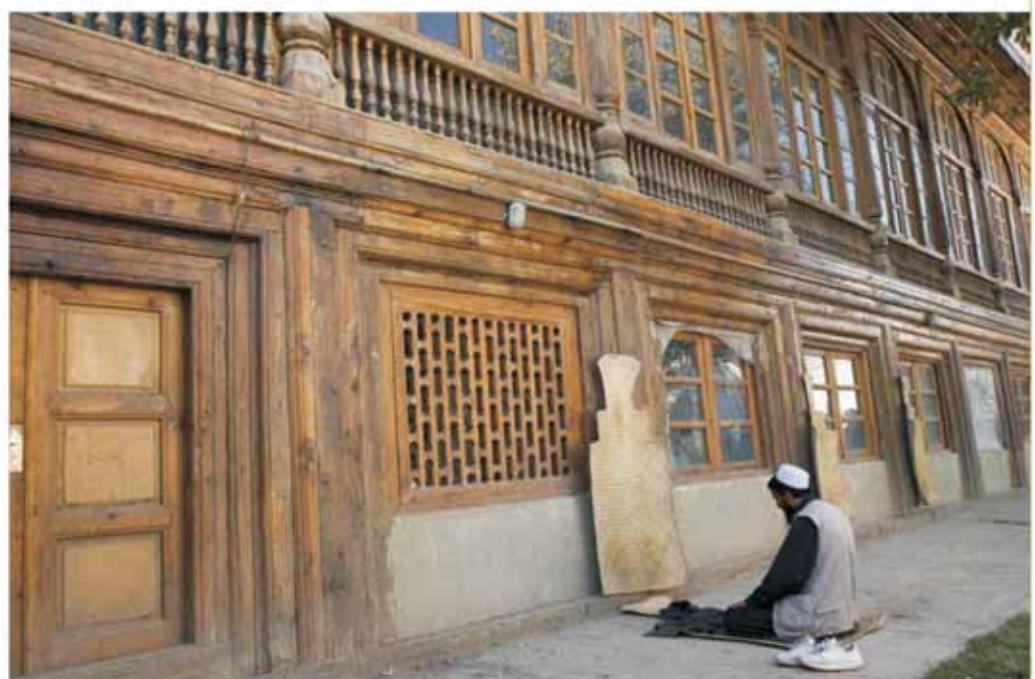
پروجیکٹوں کی مستاویزی فلم تیار کر سکوں۔ اس سلسلے میں، مجھے ۱۱ ملکوں کا دورہ کرنا اور ۲۳ پروجیکٹوں کی تصویریں لئی چیں۔ ان میں سے ہر پروجیکٹ تبدیل ہبہ و تہمن کا ایک پیش بہانہ تھے اور عالمی سطح کی تاریخی حیثیت کا حامل تھا۔

میں نے اس کام کو سروچشم قبول کر لیا۔ وسط اکتوبر میں، میں نے سابق سویت روس کی جمہوریتیوں، قرقاشان، قرغزستان، برکاتستان اور تاجکستان کا طوفانی دورہ شروع کر دیا۔ اس دوران مجھے افغانستان اور پاکستان کا دورہ بھی کرنا تھا۔ سفر کے لگنے والے میں مجھے نیپال، بھری لانکا، مالدیپ اور پنکویش جانا تھا۔ آخر میں، بھی وہی وائس ہونے سے قبل میں نے بشنوپور، مغربی بھگال اور گنگاکوک، سکم میں واقع پروجیکٹوں کا دورہ کیا۔

قرقاچان میں ہزاروں کلو میٹر طویل مسافت کے دوران میں ہمراوں کا لیٹریشن میں گرانٹ کے ذریعہ چلتے والے پروجیکٹوں کے بارے فنڈ سے ملی گرانٹ کے ذریعہ چلتے والے پروجیکٹوں کے بارے میں ۲۰۰۰ کے موسم خزان میں اینگنس میک ڈونالڈ کے مضامین اور تصاویر پر مشتمل ایک کتابچہ جاری کیا گیا اس کے سرورق پر ترکمانستان کے داشوغز میں ۱۳ میٹر اونچے اک سیپے ڈنگ ناور کی تصویر ہے۔

جنوب اور وسط ایشیا میں ثقافتی تحفظ کے لئے امریکی سفیر قرقاشان میں ہمارا آثار قدیمہ کا ایک ماہر تحریرات اور دو ماہرین آثار قدیمہ بھی تھے جنہوں نے ریشم سرک پر واقع یہم فراموش کردہ کھنڈرات کی کھوچ کی تھی۔ کھنڈڑو کے دربار اسکواڑ میں تجدید یاد شدہ کال بھروسی کی پوچاہیں، میں بھی ہندو پرستاروں میں شامل ہو گیا تھا۔ اسی طرح دو راتیاہ دیکھی بلکہ دیش میں، بول مغنویوں کی محفل شیم شی میں بھی شریک ہوا جہاں وہ خانی اللہ کی آرزوں سے بھر پوگیت گایا کرتے تھے۔

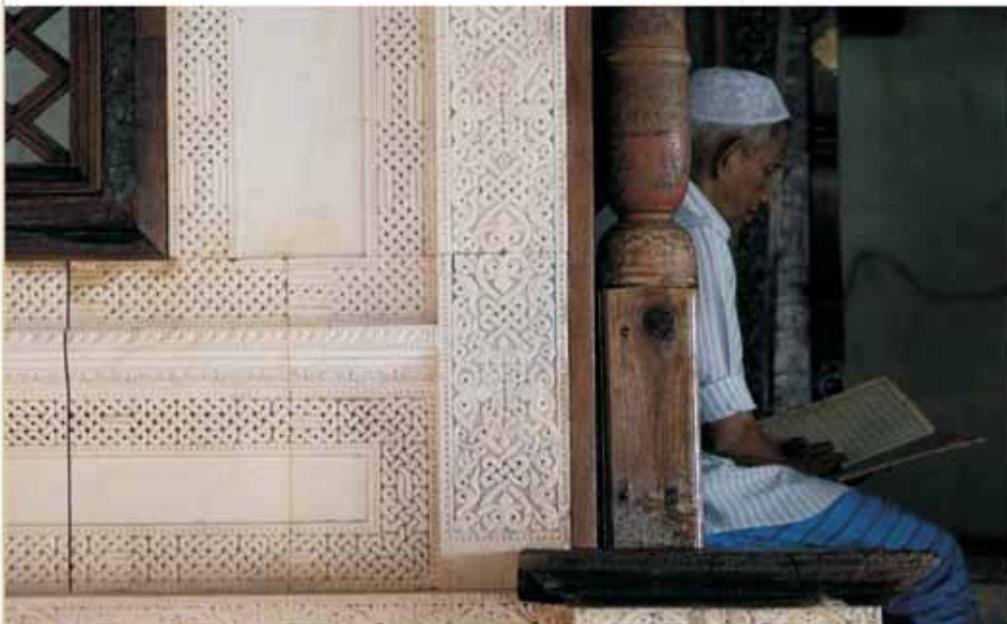
میں نے جمعی کی نمازوں کا منظر تھی بار دیکھا ہے۔ میں نے پہلی بار جمعی کی نماز کامل، افغانستان میں نیچے: کابل کے قدیم شہر کی ۱ وین صدی کی ملا محمود مسجد میں نماز ادا کرتا ایک نمازی، افغانستان میں ۱۹۹۰ کی دہائی کے وسط میں لازی کی دوران اس مسجد کو نقصان پہنچا۔ امریکی سفیر کے فنڈ برائی ثقافتی تحفظ کے تعاون سے اس نایاب عمارت کو گرفتے سے بچانے کا کام کیا گیا۔ سال ۲۰۰۸ میں یہ مسجد پھر سے لوگوں کے لئے کھول دی گئی۔



نماش کی گئی لیکن مناسب صندوق پر اور خانچی و مسائل کی کمی کی وجہ سے، مقامی طور پر ان کی نمائش کا انتہا نہیں کیا جاسکا۔ آج بھی یہ خرید میوزیم کے نیچے بنے جگل اسٹرائیک روم میں پرانے طرز کی ایک تجویزی میز رکھا ہوا ہے۔ اسی کمرے میں عالی جگ دوم کے زمانے کی مشین گئیں اور گولا بارود وغیرہ بھی رکھے گئے ہیں۔

میوزیم کی اسٹوریج ڈائریکٹر اکائی لائی شرہبنا لائیوا کے بتول ”ان نوادرات کی نمائش جاپان، فرانس اور اٹلی میں کی گئی جہاں لوگوں نے بے پناہ ٹپکی کا انتہا کیا۔ لیکن ہماری پہلی تجربی اسے اپنے تی لوگوں کو دکھانے کی ہوئی چاہئے۔“ ۲۰۰۶ء میں سفیر فذ سے اس میوزیم کو دی جانے والی مالی معاونت کے سبب میوزیم میں محفوظ اور موسیاتی نشیب و فراز کو کنٹرول کرنے والے صندوق پر کائم ہو سکا تاکہ نوادرات کی نمائش ہر اعتبار سے محفوظ حالت میں کی جاسکے۔ اس گرانٹ سے اختیاری اہم

تیمن منزلہ ہوایا گیا تھا تاکہ صحرائیں روان و دواں قفالوں کے لئے یہ ایک نشان را وہا بات ہو۔ لیکن مقامی لوگ کچھ اور تی کہانی دہراتے ہیں۔ ازبکستان کی سرحد پر واقع اس دورافتادہ علاقے کے باشندوں کے خیال میں، اس بینار کو زمانہ قدیم میں ایک امیر نے اپنی بیٹی کی یاد میں تعمیر کرایا تھا جو شادی سے قبل ہی فوت ہو گئی۔ اسی لئے اس عمارت کو ایک پاکروہ و شیرہ کی پاکیزگی کا مظہر تصور کیا جاتا ہے۔ زائرین یہاں آگر پہنچی شادی یا اولاد کے لئے دعا کیں مانگتے ہیں۔



باشیں: مالدیپ کی راجدھانی مالے میں ۱۸ وین صدی کی عید مسجد۔ سال ۲۰۰۳ میں سونامی سے ہونے والے نقصان سے قبل ہی مسجد میں موئگے کے بلاکوں سے کی گئی نقاشی دیکھ ریکھ نہ ہونے سے خستہ حالی کا شکار ہو گئی تھی۔ سال ۲۰۰۵ میں امریکی سفیر کے فنڈ سے ملنے والی گرانٹ سے اس کی تجدید کی گئی۔



باشیں: بنکر نایاب ترکمانی قالین کی مرمت کے مشکل کام کو انجام دیتے ہوئے۔ ایک دن میں صرف نصف سینٹی میٹر قالین کی بنائی ہو پاتی ہے۔ ترکمانستان کے عشقہ باد میں واقع نیشنل کارپڑت میوزیم نے تقریباً ۷۰ قالینوں کی مرمت کرائی ہے جن میں تقریباً نصف گرانٹ پروجیکٹ کے تحت ہے۔ انہی بھی پانچ سے چھ سو قالینوں کو تجدید کی ضرورت ہے یعنی ابھی کام شروع ہی ہوا ہے۔

داشیں: خوارزم پر ۱۱۷۲ سے ۱۲۰۰ تک حکمرانی کرنے والی سلطان تیکیش کا ۳۰ میٹر اونچا مقبرہ۔ ترکمانستان کے کونے ارگنچ میں یہ منگول سے قبل کے فن تعمیر کی بہترین مثال ہے۔ امریکی سفیر فنڈ سے ملنے والی گرانٹ سے امتداد زمانہ اور مرمت کی غیر ماهرانہ کوششوں سے گرفتار کیے گئے تباہ گنبد کی دیواروں اور مقبرہ کے گنبد کی مرمت اور تجدید میں مدد ملی۔

ایبیسیدر فنڈ سے سال ۲۰۰۶ میں ملنے والی گرانٹ سے قریبی استثیت میوزیم نے الماریان اور جدید سیکورٹی الارم خریدے جس کی وجہ سے نوادرات اور قیمتی زیورات کے نایاب کلکشن کی قریبی عوام کے سامنے نمائش ممکن ہو سکی۔ یہ کلکشن بوروب اور جاہان میں نمائش کے لئے پیش کیا جا چکا ہے لیکن سیکورٹی کے ناکافی انتظامات اور نسبی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے مقامی طور پر یہ کہیں ممکن نہ ہو سکتا۔

کی جانے والی تھیم کی کوششوں کو تعاون حاصل ہو۔

موم کی ڈھانی میں، کسی مجھے کاموی ماذل بنانے کے لئے کہنہ مشق کارگروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس مومی ماذل پر منی چھادی جاتی ہے جب اسے آگ پر سستے ہیں تو موم پکھل کر بہہ جاتی ہے اور اس کی جگہ پکھلائی ہوئی وحات ہبڑی جاتی ہے۔ جب ڈھانی تھنڈی پر جاتی ہے تو منی کی تہوں کو تار دیا جاتا ہے اور پھر مجھے کوتراں خراش کر کے اس پر پاش کر دی جاتی ہے۔ اس وقت طب طریقے سے ہندو یوی ویتاوں کے اجنبی نیس سرخی مجھے باریک بنی سے تار کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہر بڑے پیارے پر تیار کئے جانے والے سنتے بھنوں اور بلکل دلیں کے بیش

دوسرے دن ڈھاکہ لوٹتے ہوئے، ہم لوگ دارالعلوم سے ۳۰ کلو میٹر دور درحری گاؤں میں خوشال ہندو کشبوں کے ترک وطن کر کے ہندوستان میں جانے کی وجہ سے کی زمانے میں پھلتی پھولتی رکے۔ یہ آخری گاؤں ہے جہاں موم کے ذریعے دھاتوں کی ڈھانی کا ڈھانی کا ۲۰۰۰ سال قدیم فن آج بھی دھات کی صحت تقریباً محدود ہو گئی۔

سینر فنڈ سے حاصل ہونے والی مالی معاویت نے باک کے یہاں پانچ بھنوں سے دھات کی ڈھانی زندہ و باقی کے۔ گاؤں میں ہم وکانا بانک سے ملے جن کے ہندو کاروباروں کا دورہ کر کے

کام جاری ہے۔ باک نے وہ مری میں دھات کی ڈھانی کی فن کے تحفے کے لئے ایک تھیم ہائی

تیار کر کے اور ڈھاکہ میں ایک نمائش کا اہتمام کر سکے۔ وہ کہتے ہیں، ”نمائش کے بعد، بلکل دیشوں کی



دیشوں صدی کے اوائل میں جب یہ میاڑتائی کے دہانے تک جا پہنچا تو ایک مقامی مذہبی رہنمائے مقامی لوگوں کو اسے پچانے پر آمادہ کیا۔ انہوں نے اسے پچانے کے لئے وہی کیا جوان کی سمجھ میں آیا، یعنی شکستہ بنیادوں کے چاروں طرف مٹی ہمادی تاکہ مزید تفصیل نہ ہو۔ اس واقعہ کے تقریباً سو سالوں بعد، سینر فنڈ کے تعاون سے بنیاد کو محل طور پر ازسر نو بنا دیا گیا ہے۔ اس کی اوپری منزل اور دوسرے گلہوں کی تجدید جاری ہے۔

اس مقام تک، تاریخ کے ایک مقامی پیغمبر، الیاس ہالتیوف بھی ہمارے ہمراہ رہے۔ وہ اس بات پر بہت زیادہ خوش تھے کہ ایک بیش بھاطی درٹے کو پر دہم ناہی میں جانے سے بچا لیا گیا تھا۔ انہوں

پہلے پروجیکٹ کو دیکھنے کے لئے ہم لوگوں کو ڈھاکہ کے مغربی جانب سات گھنٹوں کی مسافت طے کرنی پڑی، جہاں ایک دبی مل اسکول میں پالی بول سماں انہیں سکھنا کے موسيقار اپنے فن کا مظاہرہ کرنے والے تھے۔ اس تھنڈی کی قیام کا مقصد بول سماں کے ان جہاں گشت مغثتوں کی صلاحیتوں کا تھنڈا کرتا تھا جو شادیوں اور تجوہاروں کے موقعوں پر گاتے جاتے ہیں۔ صدیوں پر اسے صوفیانہ کلام گانے والے اور طرح طرح کے غیر معمولی ساز جانے والے بول گلوكاروں کو تلبی و یزان اور لیکارڈ ڈموسیقی میں ترقی و سلوں نے حاصلیں پرکھ کر دیا تھا۔

سینر فنڈ سے ملے والی مالی معاویت نے تھنڈی کا مثال بنا دیا کہ وہ بول گیتوں کو تحریری بیکل دے کر انہیں محفوظ کر سکیں، اپنے سازوں کے تموئے محفوظ کر سکیں اور ایسے گلوكاروں کا ایک طائفہ، ڈھاکہ اور اس کے مضافاتی طائعوں میں واقع ۲۰۰۰ اسکولوں کا دورہ کر سکے۔ اس مالی تعاون نے پہنچ کار بول گلوكاروں کو اپنی صلاحیتیں آئندہ نسل کو تعلیم کرنے کا موقع اور خوصلہ تھا۔ پریشان کن حالات سے دوچار بول کنیوں کو اسی فنڈ سے مالی اعانت بھی فراہم کی گئی۔



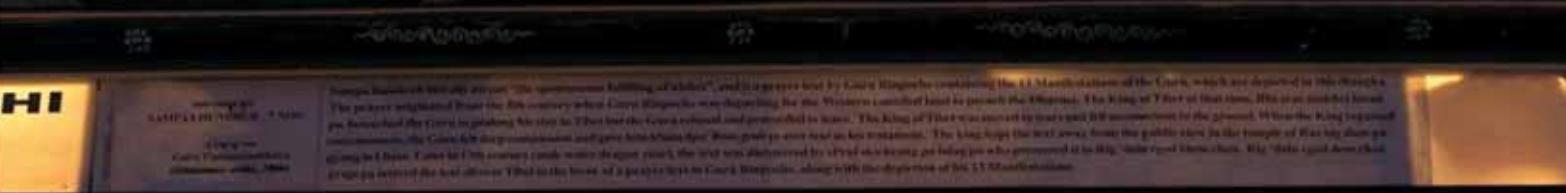
اوپر: ۲۰۰۵ء میں ایبیسیدر فنڈ سے ملنے والی گرانٹ سے بنگلہ دیش کے باول گلوكاروں کو فائدہ پہنچایہ موسيقار ۱۰۰۰ سالہ قدیم صوفی میوزک کی روایت کے علمبردار ہیں اور خدا کی محبت کے نغمے گاتے ہیں۔ باول گلوكاروں کو سیکنڑوں نغموں کی ریکارڈنگ اور اسکلوں کے دورے کے لئے فنڈ فراہم کیا گیا۔

باشیں: ایبیسیدر فنڈ سے ۲۰۰۳ء میں ملنے والی گرانٹ کی روایت کی جدید مثال۔
ترینگ ملی جیسے کہ اس شخص نے نیہال میں اسی طرح کی تکنیک کا استعمال کرنے والی کاریگروں کے ساتھ اپرننس شب اور صلاحیتوں کا تبادلہ کیا۔



باشیں: ایک بنکر بشنو پور کی روائتی سلک ساری کو بننے کی تیاری کرتا ہوا یہ روایت اج بھی جاری ہے۔

نیچے: سکم کے نامگیال انسٹی چبوٹ آف بتولوجی میں بہتر روشنی اور صاف ستھرے کیبینٹ، نیاب مورتیوں اور روائتی فن پاروں کو ایک نئی شکل عطا کر رہے ہیں میوزیم میں نمائش کو مزید خوبصورت بنانے کے لئے ایمپیسیڈر فنڈ سے عمارت کو واٹر ہراؤ بنایا گیا اور ازان سر نو بجلی کے قار لگائی گئی۔



Padmasambhava (Padma 'byung yudra), of the Lotus-flont, was born in the 8th century in Orgyan (Oshalyana) now located in the Swat valley of present day Afghanistan. It was thanks to Padmasambhava that Dharmakirti succeeded in grafting

Guru Rinpoche

symbol of his Tantric power. In his left hand, he holds a skull which is used as a receptacle for daily food or nectar in the performances of rituals. A ritual rattle on his left shoulder symbolizing the doctrine of Karmam (Phala) mixed at roasting



صرف گیا جہاں نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر سے آنے والے سیاح، قلب و جگہ کو بر مادینے والی تبتی تصویریں، مجسمے اور سومات مے متعلق اشیاؤں کی قطاروں سے نگاہ کو روشن کرتے ہیں۔



انگلیں میک ڈونالڈ ایک آزاد صحافی اور فون گرافر ہیں جو فنِ الحال میورن، آسٹریلیا میں مقیم ہیں۔

اس مضمون کے متعلق اپنی رائے اس پتے پر لکھئے:

متارا، سری لنکا میں ایک خاتون پر تگالی عہد کی عمارت کے پاس سے گزرتے ہوئے۔ یہ عمارت سونامی میں تباہ ہو گئی تھی۔ ایمبیسیدر فنڈ نے تجدیاد نو کے لئے ذچ، پر تگالی، برش اور مقامی استرکچروں کے حامل فن تعمیر کے لحاظ سے اس انوکھی شہر کا سروے کرایا۔

ایک بڑی تعداد ہمارا اور کشاپ دیکھنے آئی۔ اس سے قبل صرف چار یا پانچ کار مگر چھوٹے چھوٹے مجسمے بنایا کرتے تھے جن کی کوئی بہت اچھی نہ تھی۔ لیکن اب دستکار بہتر سے بہتر مجسمے بنانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے ہیں۔ صورتحال میں یہ تبدیلی اس تعاون کی رہنمی ملت ہے جس نے ان کے فن کو نہ صرف وجود بخشا بلکہ اسے مقبول خاص و عام بھی بنایا۔

سفر کے آخری مرحلے میں میں سکم گیا جہاں سفیر فنڈ سے حاصل ہونے والی مالی اعانت کے سبب سکنلوں میں انسٹی ٹیوٹ برائے تبتیات کو اپنی لاہور یونیورسٹی اور میوزیم کو فروغ دینے کا موقعہ میسر ہوا۔ ۱۹۵۸ء میں قائم کردہ، اس انسٹی ٹیوٹ میں کم و بیش ۲۵,۰۰۰ تبتی مخطوطات موجود ہیں۔ یہ دنیا بھر میں تیسرا بہ سے بڑا ذخیرہ ہے۔ اس ادارے کے قیام کے تقریباً ۱۰۵ سالوں بعد، اسے ملنے والی گرانٹ کی وجہ سے عمارت میں اشہد ضروری اصلاحات کی گئیں جن میں چھت کو داڑھ پروف بنانا، بجلی کے نئے تاروں کی فنگ اور غنی جذب کرنے والے آلات کی تنصیب شامل ہے۔ یہ تمام چیزیں، سکم کے بر ساتی موسم میں، مخطوطات کی حفاظت کے لئے ناگزیر ہیں۔

فنڈ کو، گراونڈ فلور پر واقع انسٹی ٹیوٹ کے میوزیم میں موجود اور اس کی نمائش کے معقول اظہم پر بھی